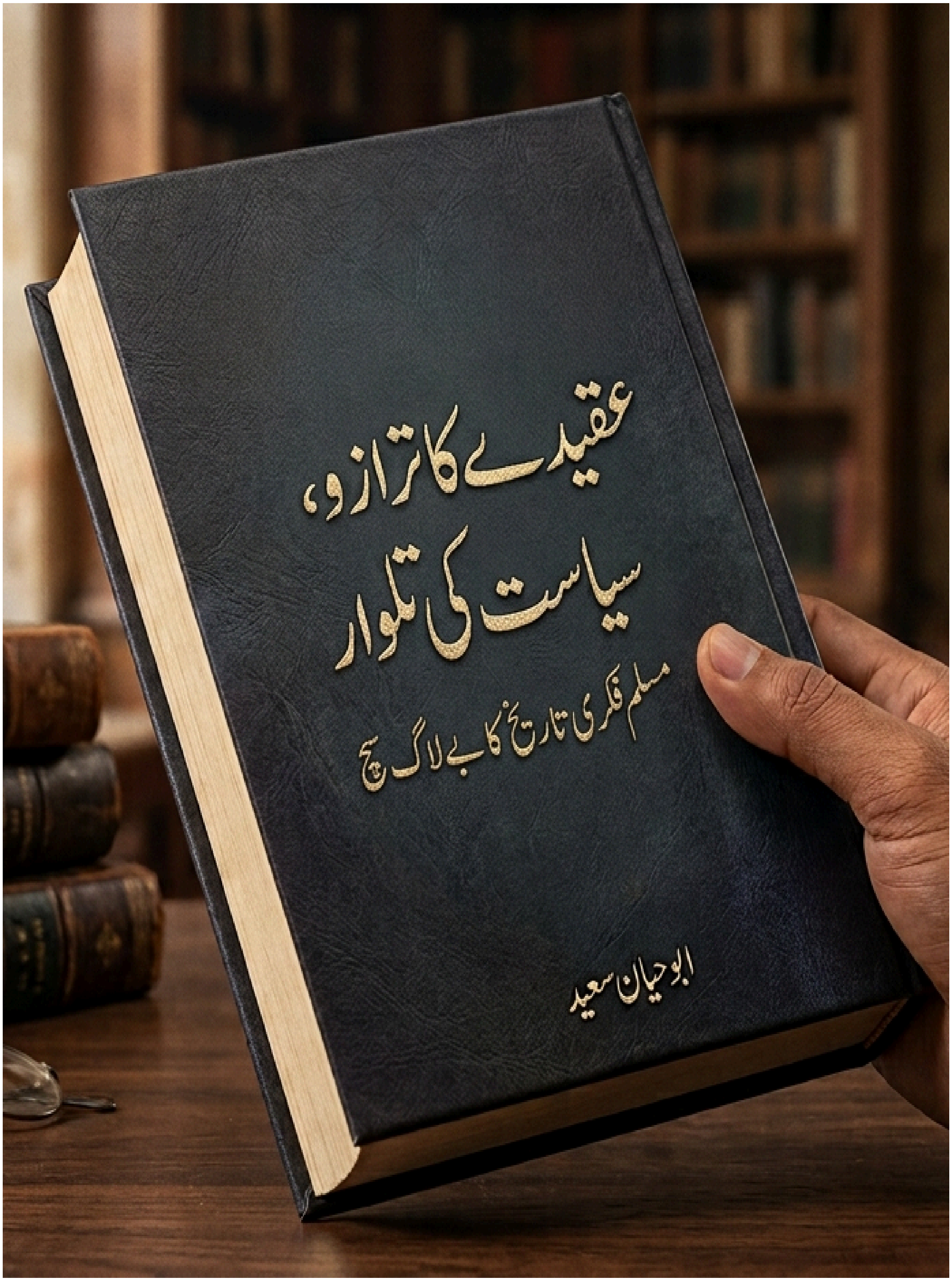

عقیدے کا ترازو،
سیاست کی تلوار
مسلم فکری تاریخ کا بے لاگ سچ
ابو حیان سعید

عقیدے کا ترازو، سیاست کی تلوار:

مسلم فکری تاریخ کا بے لاگ سچ

ابو حیان سعید

16 جولائ 2026

وجہ تحریر :

9 جولائ 2026 کے مضمون **"تاریخ، تسلط اور فکری افیون: یہود، عیسائی اور مسلم دنیا کا موازنہ ۔" پر جناب ڈاکٹر توقیر عالم، وزیٹنگ فیکلٹی، ڈپارٹمنٹ آف پولیٹیکل سائینس، یونیورسٹی آف پشاور نے تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ " واقعی ہمارے ہاں ایک فکری زوال ہے جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتا ہے۔**
آپ کبھی اس مسئلے پر بھی لکھیں کہ برامکہ، قرامطہ، اسماعیلی، آغا خانی، دروز، زکری، یزیدی، وغیرہ کونسے فرقے ہیں اور ان میں کچھ فرقوں کا فکری سرمائیہ اگر بہت نمایاں ہے تو کیوں؟ " تو میں نے چند دن کی مہلت مانگی ، عنایت ہوئ ۔ آج یہ تحریر منظر عام پر آ رہی ھے ۔ ملاحظہ فرمائیے ---

مسلم تاریخ کی گم گشتہ علمی تحریکوں کا زمانی مطالعہ اور مثبت ومنفی پہلو

مسلم تاریخ کا سب سے بڑا المیہ یہ رہا ہے کہ ہم نے علمی اور فکری تحریکوں کو بھی "سیاسی اقتدار" اور "عقائد کی جنگ" کے ترازو میں تولا۔ ان میں سے کچھ خالصتاً سیاسی یا عسکری ردِعمل کا نتیجہ تھے، جبکہ کچھ نے مسلم فکر کو وہ عروج دیا جس کے بغیر دنیا کی علمی تاریخ ادھوری ہے۔ ان تحریکوں کے فکری سرمائے اور ان کی حقیقت کو بغیر کسی روایتی پردے کے، کھل کر اور زمانی ترتیب (Chronological Order) کے ساتھ دیکھنے کی ضرورت ہے۔

1۔ زیدیہ فرقہ: عقل پسندی اور اعتدال کا پہلا انقلابی بیانیہ (740ء / 122 ھ)

زیدیہ فرقہ مسلم تاریخ کا وہ فکری دھارا ہے جسے اگر ایک جملے میں سمیٹنا ہو تو یہ "شیعہ الہیات (Theology) اور سنی فقہ (Jurisprudence) کا سب سے معتدل اور عقل پسند امتزاج" ہے۔ ہمارے روایتی فکری زوال کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ ہم نے امامت اور خلافت کے جھگڑے میں صرف دو انتہاؤں کو پڑھا یا تو بالکل سنی نقطہ نظر یا پھر بارہ امامی (اثنا عشری) شیعہ نقطہ نظر۔ اس کھینچ تان میں زیدیہ کا وہ زبردست فکری سرمایہ پسِ پشت ڈال دیا گیا جس نے مسلم دنیا کو ایک تیسرا، انتہائی عملی اور انقلابی راستہ دیا تھا (Madelung, 1965)۔

بنیاد اور تاریخی پسِ منظر

یہ فرقہ چوتھے شیعہ امام، حضرت علی بن حسین (امام زین العابدینؑ) کے فرزند امام زید بن علی (شہادت: 122 ہجری / 740ء) سے منسوب ہے۔ جب بنو امیہ کے ظلم کے خلاف مسلم دنیا میں شدید گھٹن کا ماحول تھا، تو امام زید بن علی نے روایتی خاموشی اور مصلحت پسندی کو مسترد کرتے ہوئے ہشام بن عبدالملک کے خلاف کوفہ میں تلوار اٹھائی اور جامِ شہادت نوش کی۔ ان کا موقف یہ تھا کہ امامت کا حقدار وہ فاطمی سید ہے جو پردے میں چھپنے کے بجائے ظلم کے خلاف علمِ جہاد بلند کرے۔ اسی نظریے نے زیدیہ کو ایک متحرک، انقلابی اور سیاسی فرقہ بنا دیا۔

منفرد فکری سرمایہ اور نظریات

زیدیہ کا فکری سرمایہ مسلم تاریخ میں اس لیے بہت منفرد ہے کیونکہ انہوں نے چند ایسے اصول وضع کیے جو سنی اور شیعہ دونوں مکاتبِ فکر کے مابین ایک پل کا کام کرتے ہیں:

امام کا معصوم اور غائب ہونا ضروری نہیں: بارہ امامی شیعہ فکر کے برعکس، زیدیہ کا عقیدہ ہے کہ امام کے لیے "معصوم" (خطا سے پاک) ہونا یا "غائب" (پردہ غیب میں ہونا) الہیاتی ضرورت نہیں ہے۔ ان کے نزدیک امام کوئی مافوق الفطرت مخلوق نہیں، بلکہ ایک عام انسان ہے جو علم، تقویٰ، سخاوت اور شجاعت میں ممتاز ہو اور علانیہ ظلم کے خلاف کھڑا ہو۔ زیدیہ جمہورکے عقائد برائے مہدی کی آمد و رفت کے بھی قائل نہیں ہیں .

امامتِ مفضول (خلافتِ راشدہ کا اعتراف): یہ زیدیہ کا وہ فکری شاہکار ہے جس نے انہیں روایتی انتہا پسند شیعہ تکفیر سے دور رکھا۔ امام زید بن علی کا نظریہ تھا کہ حضرت علیؑ تمام صحابہ میں سب سے "افضل" (بہتر) تھے، لیکن کم عمری و نا تجربہ کاری کی وجہ سے ان کی موجودگی میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان کی خلافت بھی بالکل جائز اور قانونی تھی کیونکہ اس وقت کے حالات کے مطابق "مفضول" (کم رتبہ والے) کو امام بنانا امت کی مصلحت میں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ زیدیوں کے ہاں خلفائے راشدین پر تبرا یا تکفیر کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔

معتزلہ اور عقل پسندی کا گہرا اثر: زیدی الہیات پر معتزلہ (Rationalists) کے فکری اسکول کا گہرا اثر رہا۔ امام زید بن علی خود واصل بن عطا (معتزلہ کے بانی) کے شاگرد رہے۔ چنانچہ زیدی فقہ اور عقائد میں عقلِ انسانی کو نقل (روایات) پر فوقیت حاصل ہے۔ انہوں نے تقدیر پرستی (Fatalism) کو مسترد کیا اور انسان کے ارادے کی آزادی اور عدلِ الٰہی پر زور دیا۔

زیدی فقہ: امام ابو حنیفہ سے فکری رشتہ

فقہی اعتبار سے زیدی فقہ (جس کی تدوین بعد میں امام ہادی الی الحق نے یمن میں کی) امام ابو حنیفہ کے فقہی اسکول سے حیرت انگیز طور پر قریب ہے۔ خود امام ابو حنیفہ نے امام زید بن علی کے خروج (انقلاب) کی نہ صرف تائید کی تھی بلکہ ان کی مالی مدد بھی کی تھی اور ان کے علمی مرتبے کو تسلیم کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ زیدی فقہ میں قیاس، رائے اور عقل کا استعمال روایتی شیعہ فقہ سے بہت مختلف اور حنفی فقہ سے مشابہ ہے۔

ممتاز ایرانی دانشوراور معمارانقلاب ڈاکٹرعلی شریعتی بھی امام زید بن علی کی فکر کے داعی رہے ۔ امام زید بن علی کی طرح ڈاکٹر علی شریعتی بھی کسی روایتی یا جمود کا شکار سوچ کے پابند نہیں تھے، بلکہ وہ حق بات کو بغیر کسی مصلحت کے بیان کرنے پر یقین رکھتے تھے۔

آپ تصور کریں ہزاروں افراد جن میں طالب علم ، اساتذہ ، دانشوران ، شاہ ایران کی حکومت کے سر کردہ اراکین اور ایرانی ملائیت کے نمائندے حسینیہ ارشاد میں جمع ہیں تمام کے تمام افراد ہمہ تن گوش ہیں اور صرف علی شریعتی کی گونج

دار آواز چھائ ہوئ ھے ، **حسینیہ ارشاد میں اپنے لیکچر میں ڈاکٹر علی شریعتی فرما رھے تھے " ابو بکر صدیق عَلَیہِ السَّلام عزم اور استقامت ، عمر بن الخطاب عَلَیہِ السَّلام ہمت و جرات اور شجاعت، عثمان بن عفان عَلَیہِ السَّلام سخاوت و قربانی اور علی بن ابی طالب عَلَیہِ السَّلام اپنے پیش رو حضرات کی ان تمام اعلی خصوصیات کا مجموعہ ھیں ۔"**

جغرافیائی تسلط اور پائیداری

زیدیہ نے تاریخ میں دو بڑے مقامات پر اپنی حکومتیں قائم کیں:

طبرستان (ایران کا شمالی علاقہ): نویں صدی میں داعی الی الحق کے ذریعے یہاں زیدی حکومت بنی، جو بعد میں ختم ہوگئی۔

یمن: یہ زیدیہ کا اصل قلعہ بنا۔ سن 897ء میں امام یحییٰ الہادی الی الحق نے یمن میں زیدی امامت کی بنیاد رکھی، جو کم و بیش ایک ہزار سال تک (1962ء کے فوجی انقلاب تک) مختلف شکلوں میں یمن میں قائم رہی۔ امامیہ یا اثنا عشری شیعہ کے برعکس، زیدیوں کی اکثریت صرف یمن میں پائی جاتی ہے۔ موجودہ دور میں یمن کے جو "حوثی" (Houthis/انصار اللہ) ہیں، وہ بنیادی طور پر اسی زیدی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

برصغیر (پاک و ہند) میں ایسے متعدد خاندان اور قبائل موجود ہیں جن کا تاریخی پس منظر اور شجرۂ نسب زیدی ہے (جیسے **ساداتِ بارہہ**، **زیدی سادات** جو انڈیا کے مختلف علاقوں اور پاکستان میں امروہہ، نجیب آباد ، بجنور ، گردیز(افغانستان) وغیرہ کے پس منظر سے آباد ہیں ۔ اگرچہ گزشتہ چند دہائیوں میں ان پر ایران کے اثنا عشری (بارہ امامی) سیاسی و مذہبی نظریات کا اثر بھی ہوا ہے لیکن ایسے بہت سے خاندان بھی ھیں جو اثنا عشری نظریات سے دور رھے ۔

2۔ برامکہ: مسلم سائنسی عروج اور ترجمہ تحریک کے اصل معمار (750ء – 803ء)

برامکہ کوئی مذہبی فرقہ نہیں تھا، بلکہ عباسی دورِ حکومت میں وزراء کا ایک انتہائی بااثر ایرانی خاندان تھا جس کا عروج آٹھویں صدی کے دوسرے نصف میں ہوا۔ ان کے آباؤ اجداد بلخ کے مشہور بدھ مت مندر "نوبہار" کے متولی (برمک) ہوا کرتے تھے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا، تو وہ اپنے ساتھ بدھ مت اور ساسانی

درباروں کی وہ وسیع علمی روایت لے کر آئے جو صرف کتابیں رٹنے کی قائل نہیں تھی، بلکہ علم کو ایک ریاستی طاقت سمجھتی تھی ۔
مسلم دنیا میں جو علمی اور سائنسی انقلاب آیا، جسے ہم خلافتِ عباسیہ کا سنہری دور کہتے ہیں، وہ ہارون الرشید سے زیادہ برامکہ (بالخصوص یحییٰ بن خالد برمکی اور ان کے بیٹوں) کا مرہونِ منت تھا۔
ترجمہ تحریک (Translation Movement): انہوں نے اپنے ذاتی سرمائے سے یونانی فلسفے (ارسطو اور افلاطون)، ہندی طب و ریاضی (سنسکرت کی کتب) اور پہلوی دانش کو عربی میں ترجمہ کروایا۔
صنعتی و علمی انقلاب: انہوں نے ہی بغداد میں پہلا کاغذ بنانے کا کارخانہ قائم کیا، جس کے بغیر علم کا پھیلنا اور کتابوں کی بڑے پیمانے پر تیاری ناممکن تھا۔
ان کا فکری سرمایہ اس لیے نمایاں ہے کہ انہوں نے مسلم ذہن کو "سیکولر علوم" (طبعیات، ریاضی، فلکیات، اور طب) سے روشناس کروایا۔ جب روایتی مقتدرہ صرف فقہی موشگافیوں میں الجھی تھی، برامکہ نے عقل اور سائنس کو خلافت کا محور بنایا۔ ان کا زوال سیاسی تھا (803ء میں ہارون الرشید نے ان کا خاتمہ کر دیا)، لیکن ان کا فکری اثر کبھی ختم نہیں ہو سکا۔

3۔ اسماعیلی، قرامطہ اور فاطمی عروج: عقل، باطن اور اشتراکیت (765ء – دسویں صدی)

یہ گروہ اصل میں ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں، لیکن ان کا فکری اور عملی رخ ایک دوسرے سے بالکل مختلف رہا۔ شیعہ تاریخ میں چھٹے امام جعفر صادقؑ کی وفات (765ء) کے بعد ایک بڑا فکری انشقاق (Split) ہوا؛ ایک گروہ نے امام موسیٰ کاظم کو مانا (جو بارہ امامی کہلائے) اور دوسرے گروہ نے ان کے بڑے بیٹے اسماعیل بن جعفر کی امامت کا دعویٰ کیا، جو اسماعیلی کہلائے ۔
اسماعیلی فکر کا بنیادی اصول یہ تھا کہ دین کا ایک "ظاہر" ہے اور ایک "باطن"۔ ظاہر بدلتا رہتا ہے، لیکن باطن (حقیقت) مستقل رہتی ہے اور اسے صرف عقل اور گہرے فلسفے کے ذریعے ہی پایا جا سکتا ہے۔ اسی فکر نے مسلم دنیا کو دو بڑے دھارے دیے:

فاطمی سلطنت اور علمی عروج

مصر میں قائم ہونے والی فاطمی سلطنت (909ء – 1171ء) نے اسماعیلی فکر کے تحت دنیا کی قدیم ترین جامعہ "الازہر" قائم کی۔ ان کا فکری سرمایہ اس لیے سب سے نمایاں ہے کیونکہ انہوں نے یونانی فلسفے کو کفر قرار دینے کے بجائے اسے اسلامی الہیات کے ساتھ جوڑا۔ ان کے زیرِ اثر "اخوان الصفا" (Brethren of Purity) نامی ایک خفیہ علمی سوسائٹی بنی، جس نے دسویں صدی کے دوران 52 رسائل پر مشتمل ایک ایسا انسائیکلوپیڈیا لکھا جس نے ریاضی، موسیقی، علمِ نجوم اور طبیعیات کو یکجا کر دیا۔ یہ مسلم تاریخ کا سب سے بڑا لبرل اور سائنسی اثاثہ تھا، جس نے بعد میں یورپ کی نشاۃ الثانیہ (Renaissance) کی بنیاد رکھی۔

جامعہ الازہر (قاہرہ، مصر) آج کے دور میں صرف ایک مروجہ مذہبی مدرسہ نہیں ہے، بلکہ یہ ایک جدید ترین اور دنیا کی سب سے بڑی **ملٹی ڈسپلنری (کثیر الشعبہ) یونیورسٹیوں** میں سے ایک ہے۔ اس میں اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ جدید سائنسی، طبی اور انسانی علوم کے درجنوں شعبے (Departments) اور فیکلٹیز (Faculties) موجود ہیں۔
جامعہ الازہر کے موجودہ شعبہ جات اور فیکلٹیز کو بنیادی طور پر تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

1. اسلامی اور شرعی علوم کے شعبے (Islamic Faculties)

یہ الازہر کا روایتی اور بنیادی حصہ ہے، جہاں دنیا بھر سے طالب علم دین کی تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں:

شعبہ اصولِ دین (Faculty of Theology): اس میں عقیدہ، فلسفہ، حدیث، اور تفسیرِ قرآن جیسے اہم شعبے شامل ہیں۔

شعبہ شریعت و قانون (Faculty of Sharia and Law): یہاں اسلامی فقہ (شریعت) کے ساتھ ساتھ جدید بین الاقوامی اور ملکی قوانین (Civil Law) کی تعلیم دی جاتی ہے۔

شعبہ اسلامی و عربی علوم (Faculty of Islamic and Arabic Studies): یہ عربی زبان، بلاغت، اور تاریخِ اسلام پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔

شعبہ اسلامی دعوتِ (Faculty of Islamic Dawah): اسلامی تبلیغ، تقابلِ ادیان (Comparative Religion) اور ثقافت کا شعبہ۔

2. جدید سائنسی اور طبی علوم کے شعبے (Scientific & Medical Faculties)

جامعہ الازہر میں جدید علوم کے لیے بین الاقوامی معیار کی فیکلٹیز موجود ہیں جو طلبہ اور طالبات کے لیے الگ الگ کیمپسز میں کام کرتی ہیں:

شعبہ طب (Faculty of Medicine): اس میں ایم بی بی ایس (MBBS) کے مساوی طبی تعلیم، سرجری، اور مختلف میڈیکل سپیشلائزیشنز شامل ہیں۔ اس کے اپنے بڑے تدریسی ہسپتال (Teaching Hospitals) بھی ہیں۔

شعبہ فارمیسی (Faculty of Pharmacy): ادویات سازی اور کلینیکل فارمیسی کا شعبہ۔

شعبہ ڈینٹسٹری (Faculty of Dentistry): دانتوں کے علاج اور جراحی کا شعبہ۔

شعبہ انجینئرنگ (Faculty of Engineering): اس میں سول، مکینیکل، الیکٹریکل، آرکیٹیکچر، اور مائننگ انجینئرنگ کے شعبے شامل ہیں۔

شعبہ کمپیوٹر اور انفارمیشن ٹیکنالوجی (Faculty of Computer and Information):
سافٹ ویئر انجینئرنگ، کمپیوٹر سائنس، اور آرٹیفیشل انٹیلیجنس (AI)۔

شعبہ سائنس (Faculty of Science): فزکس، کیمسٹری، ریاضی، بیالوجی، اور جیولوجی کے شعبہ جات۔

3. انسانی، سماجی اور کاروباری علوم کے شعبے (Humanities & Social Sciences)

جدید دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے درج ذیل شعبے بھی جامعہ کا حصہ ہیں:

شعبہ زبان و ترجمہ (Faculty of Languages and Translation): یہ الازہر کا ایک انتہائی اہم شعبہ ہے جہاں انگریزی، فرانسیسی، جرمن، اردو، چینی، اور عبرانی سمیت دنیا کی درجنوں زبانوں اور ان کے ترجمے کی مہارت سکھائی جاتی ہے۔

شعبہ ابلاغِ عامہ (Faculty of Mass Communication): جرنلزم (صحافت)، ریڈیو، ٹیلی ویژن، اور پبلک ریلیشنز۔

شعبہ تجارت و بزنس ایڈمنسٹریشن (Faculty of Commerce): اکاؤنٹنگ، فنانس، مارکیٹنگ، اور اسلامی بینکنگ۔

شعبہ تعلیم (Faculty of Education): اساتذہ کی تربیت (Teacher Training) اور نفسیات (Psychology)۔

شعبہ زراعت (Faculty of Agriculture): زرعی علوم اور فوڈ ٹیکنالوجی۔

ایک اہم خصوصیت: جامعہ الازہرکی ایک خاص بات یہ ہے کہ یہاں مصری اور بین الاقوامی **طالبات (Females)** کے لیے ایک بہت بڑا الگ کیمپس (Kulliyat Al-Banat) ہے، جس میں میڈیکل، سائنس، شریعت، بزنس ایڈمنسٹریشن اور ہوم اکنامکس سمیت تمام شعبے الگ سے کام کرتے ہیں۔

قرامطہ: ایک انتہا پسند سماجی و عسکری تجربہ

قرامطہ اسی اسماعیلی تحریک کا ایک باغی اور الگ ہو جانے والا دھارا تھا جس کی بنیاد نویں صدی کے اواخر میں حمدان قرمط نے رکھی۔ ان کا فکری سرمایہ مذہبی سے زیادہ سماجی اور معاشی اشتراکیت (Communism) پر مبنی تھا۔ انہوں نے بحرین اور مشرقی عرب میں ایک ایسی حکومت بنائی جہاں تمام املاک مشترکہ تھیں، ٹیکس ختم کر دیے گئے تھے اور غریبوں کی کفالت ریاست کرتی تھی۔ لیکن ان کا المیہ ان کی عسکری انتہا پسندی بنی۔ انہوں نے روایتی مسلم دنیا کے خلاف شدید ترین تشدد کا راستہ اپنایا، یہاں تک کہ 930ء میں مکہ پر حملہ کر کے حجرِ اسود تک چوری کر لیا جو بیس سال ان کے پاس رہا۔ ان کا فکری سرمایہ ان کی معاشی مساوات تھی، لیکن ان کا طریقہ کار اس قدر بھیانک تھا کہ وہ تاریخ میں صرف ایک خونی باب بن کر رہ گئے۔

4۔ دروز: افلاطونی فلسفے اور غناسطیت کا خفیہ مکسچر (گیارہویں صدی)

دروز گیارہویں صدی میں فاطمی خلیفہ "الحاکم بامر اللہ" کے دور میں اسماعیلی فکر سے ہی الگ ہوئے۔ ان کا فکری سرمایہ نو افلاطونی فلسفے (Neo-Platonism)، غناسطیت (Gnosticism) اور ارواح کے تناسخ (Reincarnation/آوا گون) کا ایک پیچیدہ مکسچر ہے (Hodgson, 1962)۔

یہ خود کو مسلم دائرے سے باہر ایک الگ موحدین کا گروہ مانتے ہیں جو شام، لبنان اور اسرائیل میں پائے جاتے ہیں۔ ان کا فکری المیہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی مذہبی کتب اور علم کو "خفیہ" (Esoteric) رکھا، جس کی وجہ سے یہ عام انسانوں کے فکری ارتقاء کا حصہ نہ بن سکا اور صرف ان کی اپنی برادری تک محدود ہو کر رہ گیا۔

5۔ یزیدی: قدیم میسوپوٹیمیا اور زرتشتی ادیان کا ملغوبہ (بارہویں صدی)
عراق کے کردستان میں رہنے والے اس انتہائی قدیم نسلی و مذہبی گروہ کا اموی خلیفہ یزید بن معاویہ سے نام کا تاریخی تعلق ضرور جڑتا ہے (جو بارہویں صدی میں صوفی بزرگ شیخ عدی بن مسافر کے اثرات کی وجہ سے بنا)، لیکن ان کا مذہب اسلام سے بالکل الگ ہے۔
ان کا عقیدہ زرتشت (Zoroastrianism)، قدیم میسوپوٹیمیا کے ادیان اور عیسائیت کا ایک ملغوبہ ہے۔ یہ "ملک طاؤس" (مور فرشتہ) کی عبادت کرتے ہیں، جسے روایتی مسلمانوں نے فکری بددیانتی اور غلط فہمی کے نتیجے میں "شیطان" سمجھ لیا۔ اسی فکری مغالطے کے باعث صدیوں سے ان کی بدترین نسل کشی کی جاتی رہی، جس کی تازہ ترین اور ہولناک مثال حالیہ تاریخ میں داعش (ISIS) کے مظالم تھے۔

6۔ زکری: مکران کا مقامی صوفیانہ مظہر (پندرہویں صدی)
یہ مکران (بلوچستان) کے ساحلوں پر 15ویں صدی میں ابھرنے والا ایک مقامی صوفیانہ گروہ ہے۔ ان کی فکری جڑیں سید محمد جونپوری کی مہدویت کی تحریک سے جڑتی ہیں۔ انہوں نے روایتی فقہی ڈھانچے اور نماز کے بجائے ایک خاص دائرے میں "ذکر" کرنے اور مقامی رسومات کو ترجیح دی، اور کوہِ مراد (تربت) کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ ان کا کوئی عالمی یا بڑا سائنسی فکری سرمایہ نہیں ہے، بلکہ یہ ایک مخصوص جغرافیائی خطے کا مقامی ثقافتی اور مذہبی مظہر ہے۔

7۔ آغا خانی (نزاری اسماعیلی): جدید دور میں فکری سرمائے کی تعمیری شکل
یہ فاطمی اور نزاری اسماعیلی سلسلے کی ہی موجودہ کڑی ہیں جو اپنے حاضر امام (آغا خان) کی پیروی کرتے ہیں۔ انہوں نے ماضی کے تمام عسکری اور سیاسی جھگڑوں کو یکسر مسترد کر کے اپنے فکری سرمائے کو تعلیم، صحت، فنِ تعمیر (Architecture) اور انسانی ترقی کے لیے وقف کر دیا۔ آج دنیا بھر میں ان کے تعلیمی اور فلاحی ادارے (Aga Khan Development Network - AKDN) اس بات کا ثبوت ہیں کہ انہوں نے مذہب کو ایک پرامن، جدید اور تعمیری فکری قوت میں بدل دیا ہے۔

حاصلِ بحث: کچھ کا فکری سرمایہ نمایاں کیوں ہے؟

اگر ہم تعصب کی عینک اتار کر دیکھیں، تو برامکہ، اسماعیلی، زیدی اور فاطمی مفکرین کا فکری سرمایہ مسلم تاریخ میں اس لیے آفتاب بن کر چمکتا ہے کیونکہ انہوں نے "عقل" کو "وحی" کے برابر میں جگہ دی۔ انہوں نے جمود کے مقابلے میں ارتقاء کو چنا۔

جب روایتی مسلم دنیا کا پورا ذہن صرف اس بحث میں الجھا ہوا تھا کہ "کونسا راوی سچا ہے اور کونسا جھوٹا" یا "کس فرقے کا عقیدہ انسان کو جہنم سے بچائے گا"، ان باطنی اور عقل پسند تحریکوں نے کائنات کے مادی قوانین، ریاضی، طب اور فلسفے پر کتابیں لکھیں۔ ابنِ سینا (جن کا خاندان اسماعیلی فکر سے وابستہ تھا) اور ناصر خسرو جیسے دماغ اسی علمی ماحول کی پیداوار تھے۔

ہمارا موجودہ فکری زوال یہی ہے کہ ہم نے تاریخ کے خونی اور عسکری پہلوؤں (جیسے قرامطہ یا حسن بن صباح کے فدائین) کو تو یاد رکھا، لیکن ان کے اس علمی اور فلسفیانہ سرمائے کو دفن کر دیا جس نے کبھی اندھیری دنیا کو روشنی دکھائی تھی۔ جب تک ہم علم کو فرقہ واریت سے الگ کر کے ایک انسانی ورثہ نہیں سمجھیں گے، یہ زوال ختم نہیں ہوگا۔

ان علمی، سیاسی اور عسکری تحریکوں کے اثرات اتنے گہرے ہیں کہ ان کا کوئی بھی پہلو یکطرفہ یا سادہ نہیں ہے۔ ان میں سے کچھ نے جہاں مسلم فکر کو زبردست ترقی دی، وہاں ان کے منفی اور متنازع اقدامات نے مسلم معاشروں میں شدید داخلی خلیج اور انتشار بھی پیدا کیا۔

بغیر کسی لاگ لپیٹ کے، ان تمام تحریکوں کے مثبت اور منفی پہلوؤں اور ان کے دور رس اثرات کا ایک غیر جانبدارانہ اور گہرا فکری تجزیہ درج ذیل ہے:

1۔ زیدیہ: انقلابی اعتدال پسندی

مثبت پہلو اور اثرات

فکری و نظریاتی پل: زیدیہ کا سب سے بڑا مثبت پہلو ان کا اعتدال ہے۔ انہوں نے شیعہ الہیات (اہلِ بیت کی محبت اور امامت) کو برقرار رکھتے ہوئے خلفائے راشدین کی تاریخی حیثیت اور صحابہ کرام کے احترام کو تسلیم کیا۔ اس نظریے نے سنی اور شیعہ انتہاؤں کے درمیان ایک فکری پل کا کام کیا اور تکفیری بیانیے کی حوصلہ شکنی کی۔

عقلیت پسندی (Rationalism): معتزلہ کے زیرِ اثر، انہوں نے جبر و قدر کے روایتی نظریات کو مسترد کیا اور عقلِ انسانی کو نقل (روایات) پر فوقیت دی۔ ان کی فقہ متحرک ہے، جس میں جمود کے بجائے وقت کے ساتھ اجتہاد کی گنجائش موجود ہے۔

ظلم کے خلاف مزاحمت: امام زید کا یہ اصول کہ "امام وہ ہے جو ظلم کے خلاف اعلانیہ کھڑا ہو"، مسلم تاریخ میں سیاسی بیداری اور جابر حکمرانوں کے خلاف مزاحمت کا ایک مستقل استعارہ بنا۔

منفی پہلو اور اثرات

مستقل سیاسی عدم استحکام: "تلوار کے ساتھ خروج" (مسلح انقلاب) کو امامت کی لازمی شرط قرار دینے کی وجہ سے زیدی تاریخ عسکری ٹکراؤ اور جنگوں سے بھری پڑی ہے۔ اس نظریے نے کئی بار مسلم ریاستوں کے اندرونی استحکام کو نقصان پہنچایا اور پائیدار امن کے قیام میں رکاوٹ بنا۔

علاقائی محدودیت: اپنی تمام تر فکری گہرائی کے باوجود، زیدی فکر یمن کے پہاڑی سلسلوں اور طبرستان کے مخصوص علاقوں سے باہر ایک عالمگیر تحریک نہ بن سکی۔ تاریخ دانوں کے مطابق، ان کا انقلابی نظریہ رفتہ رفتہ ایک مخصوص قبائلی عصبیت میں تبدیل ہو کر رہ گیا۔

2۔ برامکہ: ترجمہ تحریک اور علمی عروج

مثبت پہلو اور اثرات

مسلم نشاۃ الثانیہ کی بنیاد: برامکہ کا سب سے عظیم کارنامہ مسلم دنیا کو مادی اور عقلی علوم (سائنس، طب، ریاضی، اور فلسفہ) کی طرف موڑنا تھا۔ انہوں نے "بیت الحکمت" کے قیام اور ترجمہ تحریک کی سرپرستی کر کے بغداد کو دنیا کا علمی مرکز بنا دیا۔ اگر برامکہ نہ ہوتے، تو ارسطو، افلاطون اور ہندی ریاضی دانوں کا علم شاید دنیا سے مٹ جاتا۔

صنعتی ترقی: بغداد میں کاغذ کے پہلے سرکاری کارخانے کا قیام ان کا وہ انقلابی قدم تھا جس نے علم کو امراء کے محلات سے نکال کر عوام کی دسترس میں پہنچایا۔

منفی پہلو اور اثرات

شدید طبقاتی خلیج اور بدعنوانی: برامکہ نے عباسی سلطنت کے تمام معاشی وسائل اور کلیدی عہدوں پر اپنے خاندان کا تسلط قائم کر لیا تھا۔ ان کی بے پناہ دولت، شاہانہ عیاشیاں اور اقربا پروری (Nepotistic Power) نے مقتدر حلقوں اور عوام میں ان کے خلاف شدید نفرت پیدا کی، جس کا نتیجہ بالآخر ہارون الرشید کے ہاتھوں ان کے عبرتناک خاتمے کی شکل میں نکلا۔

عقیدے اور فلسفے کا قبل از وقت ٹکراؤ: انہوں نے مسلم ذہن کی فکری تربیت کیے بغیر غیر ملکی اور لادین فلسفوں کو یکلخت ریاستی سطح پر متعارف کروا دیا، جس نے بعد میں "خلقِ قرآن" جیسے فتنوں اور معتزلہ بمقابلہ روایتی علماء کی خونی فکری جنگ (محنہ) کی راہ ہموار کی، جس نے مسلم معاشرے کو نظریاتی طور پر تقسیم کر دیا۔

3۔ اسماعیلی اور فاطمی دور: باطنی فلسفہ اور ریاستی عروج

مثبت پہلو اور اثرات

عالمی علمی ادارہ: فاطمیوں نے قاہرہ کی بنیاد رکھی اور "جامعہ الازہر" جیسا ادارہ قائم کیا۔ انہوں نے علم کو صرف مذہبی حدود تک محدود نہیں رکھا بلکہ

فلکیات، علمِ ہندسہ (Geometry) اور کیمیا کی کھل کر سرپرستی کی۔ ابن الہیثم (کیمرے کا موجد) جیسے عظیم سائنسدان اسی دور کے ماحول کی پیداوار تھے۔

انسائیکلوپیڈک فکر (اخوان الصفا): ان کے زیرِ اثر لکھے گئے "رسائلِ اخوان الصفا" نے مذہب، سائنس اور آرٹ کو یکجا کر کے دنیا کو دکھایا کہ اسلام سائنسی ترقی کا مخالف نہیں بلکہ حامی ہے۔

منفی پہلو اور اثرات

خفیہ سیاست اور سازشیں: اسماعیلی دعوت کا ڈھانچہ انتہائی خفیہ (Underground) اور پراسرار تھا، جس نے مسلم دنیا میں عدم اعتماد اور سازشوں کے کلچر کو فروغ دیا۔

حسن بن صباح اور فدائین کا فتنہ (Assassins): اسماعیلی تحریک کے ایک دھارے (نزاریوں) نے **"قلعہ الموت"** سے مسلم تاریخ میں منظم سیاسی قتل و غارت گری اور دہشت گردی کا آغاز کیا۔ انہوں نے نظام الملک طوسی اور صلاح الدین ایوبی جیسے مصلحین اور جرنیلوں پر قاتلانہ حملے کیے، جس نے مسلم سلطنتوں کو دفاعی طور پر کمزور کیا۔

4۔ قرامطہ: مساوات بمقابلہ عسکری بربریت

مثبت پہلو اور اثرات

ابتدائی ویلفیئر اسٹیٹ کا ماڈل: قرامطہ نے بحرین میں معاشی مساوات (Economic Socialism) کا ایک ایسا حیرت انگیز نظام قائم کیا جہاں کوئی غریب یا مقروض نہیں تھا۔ انہوں نے سود، جاگیرداری اور ذاتی املاک کے ارتکاز کو ختم کر کے ایک ایسا سماجی تحفظ دیا جو اس دور میں ناپید تھا۔

منفی پہلو اور اثرات

مقدسات کی توہین اور سفاکی: ان کا منفی پہلو اس قدر بھیانک ہے کہ ان کی معاشی مساوات پر حاوی ہو گیا۔ 930ء میں مکہ پر حملہ کر کے انہوں نے ہزاروں حجاج کو قتل کیا، لاشیں زمزم کے کنویں میں پھینک دیں، اور حجرِ اسود کو اکھڑوا کر بحرین لے گئے۔ ان کے اس وحشیانہ فعل نے مسلم امت کو وہ گہرا زخم دیا جس نے انہیں تاریخ کا سب سے زیادہ نفرت انگیز گروہ بنا دیا۔

5۔ دروز، یزیدی اور زکری: تنہائی پسندی اور مقامی آمیزش

مثبت پہلو اور اثرات

ثقافتی تنوع (Cultural Diversity): ان گروہوں کا مثبت پہلو یہ ہے کہ انہوں نے بدلتے ہوئے سیاسی اور مذہبی جبر کے باوجود اپنی بقا کو برقرار رکھا اور قدیم تاریخی و ثقافتی روایات کو زندہ رکھا۔ دروز اور یزیدیوں کی تاریخ انسانی عزم اور اپنی شناخت کو بچانے کی ایک منفرد داستان ہے۔

منفی پہلو اور اثرات

فکری جمود اور تنہائی پسندی: ان گروہوں نے اپنے فلسفے اور کتابوں کو "خفیہ" رکھ کر خود کو ایک بند گلی میں بند کر لیا۔ ان کا علم عام انسانیت یا مسلم امت کے فکری ارتقاء کا حصہ نہ بن سکا، جس کی وجہ سے یہ صرف مخصوص نسلی اور جغرافیائی گروہوں تک محدود ہو کر رہ گئے اور معاشرے کے مرکزی دھارے سے کٹ گئے۔

6۔ آغا خانی (موجودہ نزاری اسماعیلی): ماڈرن ادارہ جاتی ماڈل

مثبت پہلو اور اثرات

تعمیری اور پرامن نیٹ ورک: انہوں نے ماضی کی تمام عسکری اور متنازع روایات (جیسے حسن بن صباح کا دور) سے مکمل برأت کا اظہار کر کے خود کو دنیا کی سب سے پرامن اور ترقی پسند کمیونٹی میں ڈھالا۔ **ادارہ جاتی ترقی** Institutional Development): AKDN کے ذریعے انہوں نے تھرڈ ورلڈ (بشمول پاکستان کے

شمالی علاقہ جات) میں تعلیم، صحت، مائیکرو فنانس، اور آرکیٹیکچر میں وہ تاریخی کام کیا ہے جو بڑی بڑی حکومتیں بھی نہیں کر سکیں۔

منفی پہلو اور اثرات

مذہبی سیکولرائزیشن: روایتی مسلم علماء کا اعتراض یہ ہے کہ آغا خانی فکر نے ماڈرنائزیشن اور سیکولرازم کے زیرِ اثر اسلام کے روایتی اور ظاہری شعائر (جیسے حج، روزہ، اور باقاعدہ مساجد کا ڈھانچہ) کو علامتی یا باطنی تشریح دے کر یکسر بدل دیا ہے، جس کی وجہ سے روایتی مسلم دنیا انہیں اپنے فکری اور عبادتی دھارے سے الگ تھلگ سمجھتی ہے۔

خلاصہ :

برامکہ کا سائنسی عروج بہت شاندار تھا، لیکن وہ ایک خاندان کے سیاسی اقتدار اور شاہی مصلحتوں سے جڑا ہوا تھا۔ جیسے ہی ہارون الرشید کا غصہ ابھرا، وہ پورا علمی ڈھانچہ بکھر گیا۔ اس کے برعکس، فاطمیوں نے **جامعہ الازہر** کی شکل میں ایک ایسا ادارہ قائم کیا جو حکومتوں کے بدلنے سے ختم نہیں ہوا۔ جب فاطمی سلطنت ختم ہوئی اور ایوبی یا مملوک دور آیا، تب بھی الازہر نے خود کو نئے حالات کے مطابق ڈھالا اور علم کی شمع کو روشن رکھا۔ نزاری اسماعیلی تاریخ میں **"قلعہ الموت"** اور فدائین کا دور ایک عسکری اور سیاسی بقا کی جنگ کا زمانہ تھا۔ لیکن جدید دور میں **آغا خان فاؤنڈیشن** نے ماضی کے تمام عسکری اور سیاسی تنازعات سے خود کو مکمل الگ کر کے اپنی تمام تر توجہ تعلیم، صحت، فنِ تعمیر اور انسانی ترقی (Human Development) پر مرکوز کر دی۔ یہ ایک بہترین فکری ارتقاء ہے جہاں نظریات کو فلاحی نیٹ ورک میں بدل کر دنیا کے لیے فائدہ مند بنا دیا گیا۔

موجودہ دور میں صرف جامعہ الازہر اور آغا خان فاؤنڈیشن (AKDN) ہی عملی اور پائیدار شکل میں موجود ہیں ۔ تاریخ کا یہ سبق بالکل واضح ہے کہ جو تحریکیں صرف "سیاسی اقتدار کی جنگ" یا "خفیہ اور پراسرار نیٹ ورکس" تک محدود رہیں (جیسے قرامطہ یا دروز)، وہ یا تو نفرت کا نشانہ بنیں یا تنہائی پسندی کا شکار ہو

کر معاشرے کے مرکزی دھارے سے کٹ گئیں۔ صرف وہی فکری دھارے پائیدار ثابت ہوئے جنہوں نے علم کو **عوامی بھلائی، ادارہ جاتی ڈھانچے اور جدید دور کے تقاضوں** سے ہم آہنگ کیا۔ آج کے دور میں الازہر اور آغا خان نیٹ ورک ہی اس فکری سرمائے کی سب سے عملی اور تعمیری مثالیں ہیں۔

ان تحریکوں کا تاریخی مطالعہ ہمیں سکھاتا ہے کہ جب بھی مسلمانوں نے عقل، علمِ اور سائنسی سوچ کو اپنایا (جیسے برامکہ اور ابتدائی اسماعیلی دور)، تو دنیا ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے پر مجبور ہو گئی لیکن جیسے ہی ان تحریکوں میں سیاسی عصبیت، عسکری انتہا پسندی، اور نظریاتی ہٹ دھرمی (جیسے قرامطہ اور فدائین) شامل ہوئی، انہوں نے خود اپنے ہی معاشروں کو خون میں نہلا دیا۔ ہمارا المیہ یہی ہے کہ ہم نے ان کے تعمیری پہلوؤں سے سبق سیکھنے کے بجائے ان کے منفی پہلوؤں کو فرقہ واریت کا ایندھن بنا لیا۔ جب تک علم کو فرقہ واریت اور سیاست سے پاک کر کے خالص انسانی ورثہ نہیں سمجھا جائے گا، مسلمانوں کا فکری جمود اور زوال ختم نہیں ہو سکتا۔

مراجع (References)

- Daftary, F. (2007). *The Isma'ilis: Their History and Doctrines*. Cambridge University Press.

- Gutas, D. (1998). *Greek Thought, Arabic Culture: The Graeco-Arabic Translation Movement in Baghdad and Early 'Abbasid Society*. Routledge.

- Hodgson, M. G. S. (1962). *The Order of Assassins: The Struggle of the Early Nizari Isma'ilis against the Islamic World*. Mouton & Co.

- Madelung, W. (1965). *Der Imam al-Qasim ibn Ibrahim und die Glaubenslehre der Zaiditen*. Walter de Gruyter.

(نوٹ):

ولفریڈ میڈلونگ (Wilferd Madelung) کی کتاب *"Der Imam al-Qasim ibn Ibrahim und die Glaubenslehre der Zaiditen"* (1965) کا مکمل انگریزی ترجمہ **کبھی شائع نہیں ہوا۔** یہ کتاب صرف اپنے اصل جرمن متن میں ہی دستیاب ہے۔ میں نے بھی انگریزی میں درج ذیل متبادل ذرائع سے مدد لی ھے جو اس موضوع کے بہت قریب ہیں:

میڈلونگ کے اپنے انگریزی مضامین: میڈلونگ کے بعد کے کئی مضامین اور مقالے انہی نظریات، القاسم الرسی کی زندگی اور زیدی عقائد پر محیط ہیں۔ مثال کے طور پر، ان کا ایک باب *"Imam al-Qāsim ibn Ibrāhīm and Mu'tazilism"* ان کی انگریزی کتاب *Studies in Medieval Shi'ism* میں شامل ہے۔

بنیامین ابراہاموف کے تراجم: محقق بنیامین ابراہاموف (Binyamin Abrahamov) نے خود القاسم ابن ابراہیم کے کچھ مخصوص رسائل اور دلائل کا انگریزی میں ترجمہ اور تجزیہ کیا ہے (جیسے کہ تخلیق کائنات سے خدا کے وجود پر ان کے پیش کردہ علمی دلائل)۔ یہ تراجم میڈلونگ کے 1965 کے اسی بنیادی کام پر ہی انحصار کرتے ہیں۔

رھے نام اللہ کا ۔